کجلا گیا ماحول کا مہتاب بہاراں

رشید کامل

ناگاہ یہ کس نے خبر مرگ سنائی
سینے میں دھواں بن گیا سرمایۂ افکار

بے ساختہ آنکھوں سے ٹپکنے لگے آنسو
اور روح ہوئی صدمۂ جانکاہ سے انگار

گریاں ہے تیری مرگ پہ اک عالمِ اسلام
اس رنج پہ دل کفتہ نہیں چند کہ دوچار

محسوس ہوا چھن گئی ہم سے بڑی دولت
اجڑا ہے کچھ اس رنگ سے تہذیب کا دربار

کجلا گیا ماحول کا مہتاب بہاراں
ویران ہوا علم و فضیلت کا چمن زار

ہاں لٹ گیا گہوارۂ تقریر و خطابت
ہاں بجھ گیا اک مہر درخشندہ و ضو بار

تقریر تھی تیری کہ حریفان وفا پر
میدان وغا میں کوئی چلتی ہوئی تلوار

ٹھہری نہ ترے سامنے باطل کی حقیقت
توڑا ہے تدبر نے بڑے کفر کا پندار

تقریر تھی تیری کہ محبان وطن کو
اک جوش تھا اک ولولۂ تازہ و بیدار

چھیڑا کبھی توحید کا نغمہ سر منبر
گرجا ہے کبھی حق کی حمایت میں سردار

برسائی کبھی آگ کبھی پھول بکھیرے
لب بستہ مگر آج ہے وہ نطق فسوں کار

اک عرصہ اٹھائے ہیں دل و جاں پہ مصائب
اک عمر فرنگی سے رہا برسر پیکار!

رقصاں تھی لہو میں ترے ایماں کی حرارت
تھے بادۂ عرفاں سے دل وجاں ترے سرشار

تو ایسے مقاموں سے بھی گزرا ہے جنھوں میں
دیوار کہیں تھی یہ کوئی سایۂ دیوار

سینے میں منور تھی تیرے شمعِ محبت
کہتی تھی تری چشمِ مروت کرم آثار

آئینۂ کردار تھے پاکیزہ خیالات
پاکیزہ خیالات تھے آئینۂ کردار

سب تیرے یہ عادات و خصائل کا اثر تھا
احباب ثنا خواں ترے دشمن تھے پرستار

اس بات کی شاہد تیری خندہ جبینی
آساں تھی ترے عزم کو ہر منزل دشوار

پہلو میں دھڑکتا تھا ترے درد بھرا دل
تھا عاجز و مجبور کا تو ہمدم و غم خوار

انسان کو انسان سمجھنا ہے بڑی بات
یہ بات سمجھتے ہیں کہاں خوار و زبوں کار

دم لینے نہیں دیتی مگر گردش دوراں
صد حیف کہ ہے تیز بہت وقت کی رفتار

اٹھتی ہیں یہ بھیگی ہوئی آنکھیں کسی جانب
آتے ہیں نظر روتے ہوئے کوچہ و بازار